طاہر سلیم قصوری

استقامت کا پیکر

آغا شورش کاشمیری ؒ ایک جامع الصفات انسان تھے ۔ قدرت نے انہیں دل و دماغ کی بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ موصوف ایک خاص سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے ۔ یہ سانچا اب ٹوٹ چکا ہے اور اس عہد کے لوگ بھی اب رفتہ رفتہ اُٹھتے جا رہے ہیں ۔ آغا صاحب فکر و عمل اور جہد و عمل کے ایک خاص عہد کی پیداوار تھے اس عہد نے واقعتہً ہماری قومی صفوں میں بڑے بڑے آدمی پیدا کئے آغا صاحب گویا اس محفل کا آخری چراغ تھے ۔

آپ کی عمر کا بیشتر حصہ قید و بند کی صعوبتوں میں گزرا ہر غلط حکمران سے ٹکر لیتے رہے اور فرنگی حکومت کو اس وقت للکارا جبکہ ان کے اقتدار کا سورج غروب نہیں ہوتا تھا ۔ اور حق گوئی کا صلہ آہنی زنجیریں ہوتی تھیں ۔ سب سے بڑا دشمن انگریز تھا۔ جو چالاک اور شر انگیز تھا انگریز کی حکمرانی تھی حکومت شیطانی تھی ہر سو ویرانی تھی جہالت کا اندھیرا تھا ظلمت کا بسیرا تھا اس وقت ہندوستان میدان کارزار تھا اور آزادی کا نام لینا بھی جرم سمجھا جاتا تھا اس کے باوجود آغا صاحب ہر میدان میں برسرپیکار رہے اور مسلمانوں کی آزادی کی خاطر اپنے آپ کو وقف کر دیا ۔

آغا صاحب ملک و ملت کے سچے بہی خواہ تھے ۔ جو کچھ بولتے یا لکھتے تھے اپنی مرضی سے بولتے اور لکھتے دنیا کی کوئی طاقت اور دولت انہیں اپنی رضامندی کے مطابق لکھنے پر مجبور نہیں کر سکتی تھی بلکہ وہ ترجمانِ حقیقت علامہ اقبال ؒ کے اس شعر کی صحیح تصویر ہے

ے کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نے ابلہ مسجد ہوں نہ تہذیب کا فرزند

اسلام اور پیغمبر اسلام سے انہیں بے پناہ محبت تھی

مولانا ظفر علی خان ؒ کے بعد آغا صاحب نے جو نظم و نثر میں جہاد کیا ہے اس کی مثال برصغیر کی تاریخ کے صفحات پیش نہیں کر سکتے۔ حضور ؐ سے جو عشق تھا زبانی نہیں عملی تھا۔ اسی عشق کے باعث بڑی سے بڑی طاقت سے ٹکر لیتے ہیں کوئی مصلحت یا خوف ان کی راہ میں حائل نہیں ہوا۔ اور کہا کرتے تھے کہ عشق محمدؐ کا فلسفہ سمجھایا نہیں جا سکتا اسے سمجھا جاتا ہے اور یہ وہی شخص سمجھ سکتا ہے۔ متعلق علامہ اقبال ؒ نے کہا ہے۔

اسی کشمکش میں گزری میری زندگی کی راتیں
کبھی سوز و ساز رومی کبھی پیچ و تاب رازی

دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں

فرنگی دور میں جب پہلی مرتبہ طویل قید کاٹی تو اس کے بعد جیل جانا آپ کا معمول بن گیا اندر اکثر اپنی تقریروں میں مولانا ظفر علی خان ؒ کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

بچپن ہی سے لکھی تھی مقدر میں اسیری
ماں باپ کہا کرتے تھے دل بند جگر بند

آغا صاحب اس قدر جرأت مند انسان تھے کہ بڑے بڑے ارباب اقتدار اپنے اپنے محلات میں ان کی زبان اور قلم سے لرزہ براندام رہتے تھے سر سکندر حیات جو کہ رقت... ایک بے لچک حکمران تھا اگر وہ کسی سے خوف زدہ تھا تو محض آغا صاحب کی زبان اور قلم سے ڈرتا تھا وہ کہا کرتا تھا کہ شورش کی زبان اور اس کے قلم کو نہ زور سے بند کیا جا سکتا ہے نہ زر سے۔ سکندر حیات کے دور میں جب آغا صاحب کو برطانوی استعمار کے خلاف باغیانہ تقریروں کی پاداش میں پابند سلاسل کیا گیا تو جیل میں ان کے ساتھ نہایت بہیمانہ سلوک کیا گیا ہر ذلیل حربہ آزمایا گیا قید تنہائی میں رکھا گیا اور یہ ایام اسیری اس طرح بسر ہوئے نالہ شب آہ صبح پر ختم ہوتا رہا اور آہ سحر گاہی فریاد شب کے دامن میں اٹک کر رہ گئی یہ دن پہاڑوں پر بیتتے تو ان میں بڑے بڑے شگاف پڑ جاتے پاؤں میں بیڑیاں، ہاتھوں میں ہتھکڑیاں منہ پر تو بڑا لیکن ان کا دل جوان ہوتا رہا حوصلہ بڑھتا رہا گویا وہ اسی دن

کے لئے جی رہا ہے اس نے ہر سزا کے بعد ذوقِ سزا کو سوا پایا اور یہ مردِ حق پرست ایک مسعود پاکستان کی طرف دیکھتا رہا اور اس کی للکار ہندوستان کی فضاؤں میں بھی گونجتی رہی جب ہندو استبداد نے تحریک میں کوئی لچک پیدا نہ کی تو متحدہ ہندوستان کی سیاست مداہنت پر اتر آئی اور آغا صاحب کو اعلیٰ سے اعلیٰ ملازمت کی پیشکش کی گئی لیکن اس مردِ حق پرور نے ان پیشکشوں کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیا ایک موقع پر متحدہ ہندوستان کی سرکار نے آپ سے کہا کہ قیمت لے لو مطالبۂ آزادی پر پردہ ڈالو ـــــ لیکن یہ ہو نہ سکا نتیجہ سامنے تھا کہ کوئی لغزش آغا صاحب کو کبھی حق کا برملا اظہار کرنے سے باز نہ رکھ سکی۔

قیام پاکستان کے بعد جب ایک نام نہاد وزارت نے قدم جمانے چاہے تو آغا صاحب نے ان کی دھاندلیوں کے خلاف علمِ جہاد کا آغاز کیا تو چٹان کا ڈیکلیریشن منسوخ کر دیا گیا لیکن اس کے باوجود وہ نام نہاد وزارت کے سامنے سپر انداز نہ ہوئے

متاعِ لوح و قلم چھن گئی تو کیا غم ہے
کہ خونِ دل میں ڈبو لی ہیں انگلیاں ہم نے

دورِ ایوبی میں بھی آپ نے کلمۂ حق کو بلند کیا تھا اور اسی جرم کی پاداش میں ایوبی آمریت نے آپ کو دو دفعہ پابند سلاسل کیا اور سخت اذیتوں کا نشانہ بنایا گیا لیکن آغا صاحب حق کہنے سے باز نہ آئے۔ انہوں نے اپنی زندگی کے قیمتی دس سال قید و بند کی صعوبتوں میں گزار دیئے آغا صاحب جب جیل سے باہر ہوتے تو حکومت کے کارندے ان کے منتظر رہتے چنانچہ بڑا لمبی رستے اور مال کو ضبط کا درد فرار آپ کے ساتھ رہا لیکن اس کے باوجود ان کے استقلال میں کوئی لغزش پیدا نہ ہو سکی

تحریک آزادی اور تحریک ختم نبوت میں بھی آغا صاحب نے ہر قسم کی قربانی کا نذرانہ پیش کیا انہوں نے عام جلسوں میں صرف آتش فشاں تقریریں ہی نہیں کیں بلکہ عملاً بھی

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق

اور کام کرتے رہے

ہم نے اس وقت سیاست میں قدم رکھا تھا
جب سیاست کا صلہ آہنی زنجیریں تھیں

آغا صاحب حق و صداقت کے متوالوں کے شیدائی اور باطل پرستوں اور متکبروں اور ظالموں کے لئے برقِ خاطف تھے۔ ان کا قلم حق پرستوں کی عقیدت کی گلفشانیاں کرتا

تھا اور باطل کے حاشیہ برداروں کے لئے تیر و نشتر بکھیرتا تھا ۔

ے جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

اگر آغا صاحب خطابت میں مولانا محمد علی جوہرؒ قائد ملت، بہادر یار جنگؒ اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے صحیح وارث تھے تو شاعری اور ادب میں مولانا ظفر علی خانؒ اور مولانا ابو الکلام آزادؒ کے صحیح جانشین تھے ۔ مجاہد ادیب بھی تھے اور شعلہ نوا خطیب اور عظیم صحافی بھی تھے گویا کہ ایک کامل ترین شخصیت کے مالک تھے ۔

ے عمر ہا در کعبہ کہ بت خانہ می نالہ حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

شاید کالی داس نے آپ ہی متعلق کہا تھا ۔ "رعد کی گونج بادل کی گرج، ہوا کا فراٹا فضا کا سناٹا بجلی کا اجالا چاندنی کا جھالا ریشم کی جھلملاہٹ ہوا کی سرسراہٹ گلاب کی مہک بلبل کی چہک سبزے کی لہک آبشار کا بہاؤ شاخوں کا جھکاؤ طوفان کی کڑک سمندروں کا خروش، پہاڑوں کی سنجیدگی صبا کی چال اوس کا نم، چنبیلی کا پیراہن تلوار کی چمک کلی کی چٹک بانسری کی دھن عشق بانکپن حسن کا اغماض اور کہکشاں کی مسجع و مقفیٰ عبارتیں جب انسانی پیکر میں ڈھلتی ہیں تو شورش کاشمیری کا مرقع تیار ہوتا ہے ۔"

موت ایک انسان کو خاموش تو کر سکتی ہے لیکن اس کی صفات اور کردار و عمل کی خوبیاں ہمیشہ مشعل راہ کا کام دیتی ہیں ۔ غرضیکہ پہلے اپنوں کے ستم کا نشانہ بنے رہے پھر اس سرزمین میں جس کا نام پاکستان ہے ۔

ہر دور میں وہ چیزیں جو بڑے بڑوں کو ہلا کر رکھ دیتی ہیں وہ اقتدار کی صورت میں ہوں یا دولت کی ہوس میں لیکن آغا صاحب جو سراپا حق کے پیکر تھے عزم میں کوہ ہمالیہ تھے جس کی زندگی کا مقصد ناموس رسالت کی حفاظت تھا آغا صاحب ہم سے رخصت نہیں ہوئے بلکہ ہم ایک ہمہ گیر شخصیت سے محروم ہو گئے اور اتنی دور چلے گئے جہاں سے کوئی نہیں آتا ہے ۔ اب وہ نہیں آئیں گے کہ ایک روز ہم بھی ان سے جا ملیں گے ۔

۱ ۔ خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں
۲ ۔ خدا بخشے عجب حق آزاد مرد تھا ۔

اگر نا ندانی اور نسلی شاہ اور شہنشاہ نہیں بچے تو تمہاری عارضی شان و شوکت کب تک محفوظ رہے گی۔

اپنے عوام کو مشق ستم بنانے والو! اس دن سے ڈرو جب تم غیروں کے ظلم و بربریت کا نشانہ بنائے جاؤ گے!

ابھی وقت ہے سنبھل جاؤ اور افغانیوں کی پشت پر بنیان مرصوص بن کر اس طرح کھڑے ہو جاؤ کہ الحاد و بربریت کو یہاں سے دامن چھڑانا مشکل ہو جائے اور تب تلک اس کا دامن نہ چھوٹے جب تک ان کی دھجیاں فضائے آسمانی میں نہ بکھر جائیں تاکہ آئندہ اسے کسی جگہ دامن الجھانے کی جرأت و ہمت نہ ہو۔

اٹھو کہ تمہارا ماضی ایسی ہی داستانوں سے معمور و لبریز ہے۔
اٹھو ورنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی

HTH

دینی مدارس
کے اساتذہ، طلباء اور طالبات کے لیے
بلا معاوضہ طبی خدمات
دانتوں کا معائنہ و علاج۔ آنکھوں کا معائنہ و علاج
تشخیص و تجویز۔ ایکسرے اور معائنہ بول و براز۔
(مدرسہ کے مہتمم صاحب سے تعارفی خط ساتھ لائیں)

اوقات

شعبۂ آؤٹ ڈور	صبح	۷ تا ۱۲
	شام	۴ تا ۷
شعبۂ نسواں	صبح	۸ تا ۱۰
شعبۂ ایکسرے	صبح	۷½ تا ۸½
	شام	۲ تا ۵
شعبۂ امراضِ دندان	صبح	۸ تا ۱۲
شعبۂ امراضِ چشم	شام	۴ تا ۵

(تعطیل بروز جمعہ)

ہومیوپیتھک ٹرسٹ ہاسپیٹل۔ محمد نگر لاہور۔ فون: ۶۷۸۱۳

رفاہی ادارہ — ۱۹۵۹ء سے خدمتِ خلق میں مسلسل مصروفِ عمل،